ڈاکٹر فہیم الدین احمد و محمد احمد واحد

سید احمد ایثار کا منظوم اردو ترجمہ مثنوی مولانا روم

مولانا روم کا نام محمد جلال الدین رومی ہے۔آپ کی پیدائش 30 ستمبر 1207ء میں بلخ (موجودہ افغانستان) میں ہوئی۔آپ کی شہرت مولانا روم، مولانا رومیؔ، جلال الدین محمد بلخی اور جلال الدین وغیرہ ناموں سے ہے۔مولانا روم کا سلسلۂ نسب ددھیال کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے جبکہ ننھیال کی طرف سے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ سے ملتا ہے۔آپ کے والد گرامی مولانا بہاء الدین اپنے وقت کے بڑے صاحبِ علم وفضل تھے۔مولانا رومیؔ ابتداء میں اپنے والد گرامی کے زیر تربیت رہے۔شیخ برہان الدین محقق ترمذی مولانا رومیؔ کے اتالیق تھے۔مولانا رومیؔ کے پیرو مرشد اور روحانی پیشوا شمس تبریزی تھے اسی نسبت سے مولانا رومیؔ کا یہ مشہور شعر ہے ؎

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شُد

مولانا رومیؔ نے شمس تبریزی کے علاوہ دوسرے صوفیاء، علماء اور مشائخ سے بھی استفادہ کیا۔مولانا روم کے والد بزرگ وار نے 1215ء اور 1220ء کے وسط میں منگول کے وسط ایشیاء پر حملہ کے زمانے میں ترکِ وطن کیا اور خراسان سے ہجرت کر کے شہر قونیہ میں سکونت اختیار کی۔

مولانا روم تیرہویں صدی کے ایک عظیم صوفی، بزرگ، شاعر، فلسفی، عالم، محدث، فقیہہ اور مفسر کی حیثیت سے مشہور و معروف ہیں۔قونیہ شہر کے ایک مدرسہ میں وہ صدر مدرس تھے۔تصوف وطریقت اور روحانی تعلیمات کے حوالہ سے مولانا کی غیر معمولی شہرت ہے اور اسی غیر معمولی شہرت و مقبولیت کی بنا پر ان کی فکر وفن سے متعلق سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں اور مختلف زبانوں میں ان کے فکر وفن کو ترجمہ کے ذریعہ عام کیا گیا اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔مولانا رومیؔ کی کتابوں میں فیہ مافیہ (مواعظ کا مجموعہ) مجالس سبع (سات مواعظ کا مجموعہ) دیوانِ شمس تبریزی (رومیؔ کی غزلیات کا مجموعہ) اور مثنوی معنوی شامل ہیں۔

مولانا روم کی اصل شہرت و مقبولیت ان کی شاعری سے ہے اور اس سلسلہ میں ان کے علم و عرفان اور معرفت کا اصل سر چشمہ ''مثنوی معنوی'' ہے جو فارسی زبان میں ہے، جس کے بارے میں فارسی کے مشہور شاعر مولانا عبدالرحمٰن جامیؔ کا یہ مشہور زمانہ شعر ہے ؎

اردو کے فروغ کے لیے
اردو رسم الخط
کا استعمال کریں۔

مثنویٔ مولوی ٔ معنوی
ہست قرآں ور زبانِ پہلوی

یعنی اس مثنوی کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ اس کو پہلوی زبان کا قرآن کہا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ پہلے خانقاہوں میں اہل اللہ باضابطہ مثنوی معنوی کا درس دیا کرتے تھے تا کہ لوگوں کی روحانیت کا اضافہ ہو۔ مولانا رومؔ نے اس مثنوی میں دقیق سے دقیق مسائل اور عرفان و معرفت کی نازک باتوں کو مختلف واقعات، حکایات اور آسان مثالوں کے ذریعہ سمجھایا ہے۔

مولانا رومیؔ کے دستِ راست حسام الدین چلپی اس مثنوی معنوی کے محرک ثابت ہوئے۔ یہ مثنوی 6 رجلدوں میں ہے۔ اس مثنوی کا آغاز 685ھ-1260ء کو ہوا۔ اس کی اشاعتِ اوّل 1835ء میں بلاقی مصر میں ہوئی، اس کے بعد سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اس مثنوی میں 27720 اشعار ہیں۔ اس مثنوی کے مطالعہ سے بڑے سے بڑے دقائق کو آسان اور عام فہم مثالوں کے ذریعہ سمجھانے کا فلسفہ حکمت ظاہر ہوتا ہے اس لئے اس مثنوی کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ مثنوی معنوی کی اہمیت ہی کی بنا پر ہر زمانہ میں اس کی تشریح و توضیح ہوتی رہی اور اس سلسلہ میں مثنوی معنوی کی عمدہ عمدہ شروحات شائع ہوئیں اور مختلف علماء، صلحاء اور مترجمین نے اس کے منثور اور منظوم تراجم کئے، چنانچہ اردو میں بھی مثنوی مولانا روم کے متعدد تراجم ہوئے جن میں بوستانِ معرفت (از مولوی عبدالمجید خان بن عبدالرحیم خان) پیراہنِ یوسفی (از محمد یوسف علی شاہ بن محمد جلال الدین خان المعروف بہ بانکی میاں چشتی نظامی زنبیل شاہی گلشن آبادی) مثنوی عقد گوہر (از خان بہادر پیرزادہ مولوی محمد حسین صاحب بہادر ایم۔اے، صدیقی مہتمی، سی آئی ای سابق سشن جج جموں وکشمیر) مفتاح العلوم (از مولانا مولوی محمد نذیر صاحب عرشی نقشبندی مجددی) کشف المفہوم (از مولوی محمد بشیر صاحب، صدیقی مولوی فاضل علی پوری)، شجرۂ معرفت منتخبات مثنوی مولانا روم (از غلام حیدر کوپاموئی حیدرؔ) مجمع فیض العلوم ترجمہ مثنوی مولانا روم (از تقی الٰہی بخش و مولوی ابوالحسن کاندھلوی)، کلید مثنوی (از مولانا اشرف علی تھانویؒ)، مثنوی معنوی (از قاضی سجاد حسین) معارف مثنوی (از حکیم اختر صاحب) الہام منظوم (از سیمابؔ اکبرآبادی بہ تعاون مولوی فیروز الدین) اشرف العلوم ترجمہ منظوم مثنوی مولانا روم، اظہار المنظوم (از تقی سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی) مرأۃ المثنوی یعنی انتخابِ مثنوی (از قاضی تلمذ حسین) جواہر العلوم (از مولانا ابومحمد مخدوم زادہ) کشف العلوم (از مولانا محمد ہدایت علی لکھنوی) ترجمہ اردو مقامات مولانا روم صاحب المعروف بہ مناقب عارفین (از شمس الدین افلاکی) وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

بنیادی طور پر مثنوی مولانا روم کے منثور اور منظوم ہر دو تراجم ملتے ہیں۔ مثنوی مولانا روم کا ایک اردو منظوم ترجمہ سید احمد ایثار نے بھی کیا ہے جو چھ جلدوں میں ہے۔ سید احمد ایثار کا تعلق ہندوستان کے مشہور شہر بنگلور سے ہے۔ ان کی پیدائش 25 رجولائی 1932ء کو بنگلور میں ہوئی اور ماضی قریب یعنی 21 اپریل 2021ء بہ مطابق 7 ررمضان المبارک 1442ء کو ان کی وفات ہوئی۔ شاعر، ناشر، مترجم، محقق، مؤرخ اور ماہر اقبالیات کی حیثیت سے ان کی شہرت ہے۔ ہندوستانی محکمۂ جنگلات میں ایک اعلیٰ افسر کی حیثیت سے ان کی پیشہ ورانہ خدمات رہیں۔ آئی ایف ایس (مؤظف کنزرویٹر آف فارسٹس) ہونے کے باوجود وہ نہایت سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ نام ونمود اور شہرت سے کوسوں دور رہے اسی لئے آج بھی ان کے نام، کام اور خدمات سے ایک دنیا ناواقف نظر آتی ہے مگر علمی و ادبی اور تراجم کے حوالہ سے ان کی خدمات ان کے نام کو زندہ رکھنے کے لئے کافی ہیں۔ ان کی اصل شناخت ترجمہ کے حوالہ سے ہے۔ انہوں نے علامہ اقبالؔ کے فارسی کلام کے اردو منظوم ترجمہ کو بھی اپنا ہدف بنایا چنانچہ پس چہ باید کرد، زبورِ عجم، جاوید نامہ، اور اسرار و رموز کا منظوم ترجمہ کیا۔ علاوہ ازیں سراغِ زندگی (خودنوشت)، انوار الصوفیہ اور ترانہ و ترنگ وغیرہ بھی ان کی یادگار کتابیں ہیں۔ انہوں نے فارسی کے مشہور شعراء جیسے شیخ سعدیؔ، حافظ شیرازی اور عمر خیام وغیرہ کے فارسی کلام اور بالخصوص رباعیات کا اردو ترجمہ بھی کیا۔ سرِ دست مثنوی مولانا روم کے ان کے منظوم اردو ترجمہ پر گفتگو مقصود ہے۔

سید احمد ایثار نے 6 ؍جلدوں میں مثنوی مولانا روم (فارسی) کا منظوم اردو ترجمہ کیا جو یقیناً ایک اہم کارنامہ ہے اس لئے کہ پہلی بات یہ ہے کہ ترجمہ خود مشکل عمل ہے پھر شاعری کا ترجمہ نازک اور منظوم ترجمہ تو نازک تر اور دشوار گزار شاہ راہ ہے۔اس میں اہم بات یہ ہے کہ سید احمد ایثار ایک پختہ اور کہنہ مشق شاعر بھی ہیں۔ظاہر ہے کہ شاعری کا ترجمہ ایک شاعر بہتر طور پر کر سکتا ہے بشرطیکہ اس میں مترجم کی صفات پائی جاتی ہوں۔

کامیاب ترجمہ کے لئے بنیادی شرط مترجم کا دونوں زبانوں سے واقف ہونا ضروری ہوتا ہے۔اس حوالہ سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سید احمد ایثار کو دونوں زبانوں، ان کی نزاکتوں اور تہذیب سے بھر پور واقفیت تھی۔انہوں نے فارسی زبان و ادب کا خصوصاً مطالعہ کیا اور نہایت انہاک سے کیا۔انہوں نے اپنے شب و روز اس مطالعہ میں کھپائے اور اس سلسلہ میں مختلف اردو تراجم سے بھی مدد لی ہے چنانچہ مثنوی مولانا روم کے منظوم اردو ترجمہ کے مقدمہ کے آخر میں نہایت انکسار کے ساتھ وہ یوں رقم طراز ہیں:

> ''میں جانتا ہوں کہ میں اس کام کی صلاحیت نہیں رکھتا لیکن چاٹ جو لگ گئی، سو کام کرتے چلا گیا۔ اس کام میں مولانا قاضی سجاد حسین کا نثری ترجمہ اور مولانا مولوی محمد نذیر احمد صاحب چشتی نقشبندی کی مفتاح العلوم سے کافی مدد حاصل ہوئی پھر بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے کوئی کام کیا ہے البتہ کام کرنے کی کوشش ضروری ہے۔

(مقدمہ مثنوی مولانا روم)

سید احمد ایثار نے مثنوی مولانا روم کے طویل منظوم ترجمہ کا جو معرکہ سر کیا ہے، اس سلسلہ میں وہ علامہ اقبالؒ سے کافی متاثر نظر آتے ہیں کہ اقبال نے خود کو مولانا کا مرید ہندی (معنوی) تصور کیا ہے اسی طرح دوسرا باعث یہ کہ سید احمد ایثار کو پہلا شعر فارسی کا جو ازبر ہو گیا تھا وہ مولانا رومیؔ ہی کا شعر تھا۔اس طرح فارسی زبان و ادب اور اس مثنوی کے ترجمہ کی طرف ان کی رغبت بڑھی اور ان کو تحریک ملی جیسا کہ مثنوی معنوی کے منظوم ترجمہ کے محرک کے بارے میں انہوں نے وضاحت کی ہے:

> ''میں نے مثنوی کے اردو میں منظوم ترجمہ کا بیڑہ اٹھایا۔اس کی دو وجہیں تھیں، ایک یہ کہ سب سے پہلا فارسی شعر جو اتفاقاً مجھے ازبر ہو گیا وہ مولانا کی مثنوی کا ہی شعر تھا۔دوسری وجہ یہ کہ علامہ اقبالؔ جن کی ساتوں فارسی کتابوں کا میں نے منظوم اردو ترجمہ کیا ہے۔وہ خود کو مولانا کا مرید معنوی تصور کرتے تھے، اسی باعث میں علامہ کے ترجمہ کے بعد 1982ء میں مثنوی کی طرف متوجہ ہوا اور 1992 تک پانچ جلدوں کا ترجمہ کیا۔پہلی جلد مع متن اور باقی بلا متن۔2014ء میں کاموں سے فارغ ہونے کے بعد پہلی چار جلدوں کے تراجم کو متن سے جوڑا اور چھٹی جلد کو مع متن 2016ء میں پورا کیا''۔

(مقدمہ مثنوی مولانا روم)

یہ یقیناً بڑی بات ہے کہ سید احمد ایثار نے اپنے غیر معمولی جذبہ اور جنون کے پیشِ نظر مولانا روم کی فارسی شاہکار مثنوی کا اردو منظوم ترجمہ کیا اور اپنے اس اردو منظوم ترجمہ کو بھی 6 ؍جلدوں میں مکمل کر کے شاہکار بنا دیا۔اس سلسلہ میں پہلا شعر جو ان کی مثنوی کی طرف توجہ کا باعث بنا، وہ شعر یہ ہے ؎

تن بجاں جنبد نمی بینی تو جاں
لیک از جنبیدنِ تن جاں بداں

(یعنی جسم کی حرکت روح کے سبب سے ہے اور روح کو تم دیکھتے نہیں ہو
لیکن جسم کی حرکت سے جان کے وجود کو پہچان لیا کرو)

سید احمد ایثار نے مثنوی مولانا روم کا یہ شعر قاضی سید نصیر الدین حسینی چشتی القادری کے وعظ میں سنا جبکہ وہ بنگلور چھاؤنی کی میسور لانسرز کی مسجد کے سامنے ایک کھلے میدان میں وعظ فرما رہے تھے۔ قاضی صاحب نے اس شعر کی جو تشریح فرمائی تھی اس کو ذہن نشین کیا اور دہراتے رہے اور یہ سلسلہ آگے بڑھا اور بالآخر اردو کے منظوم ترجمہ کی شکل میں سامنے آیا جس کا ذکر سید احمد ایثار نے اپنے مقدمہ کے شروع میں کیا ہے۔ اس مقدمہ میں انھوں نے مولانا روم کے تعارف اور مختصر حالات کو جامعیت کے ساتھ لکھا ہے۔ یہ مقدمہ 14 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد مثنوی کا ترجمہ شروع ہوتا ہے۔ یہاں اس مثنوی کے منظوم ترجمہ کا نمونہ پیش کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فارسی اشعار اور اردو منظوم ترجمہ دونوں کو ایک جگہ پیش کیا جائے اس لئے کہ میرے پیش نظر جو منظوم ترجمہ ہے اس میں فارسی متن شامل نہیں ہے۔ ملاحظہ کیجئے ۔

فارسی	اردو ترجمہ
بشنواز نے چوں حکایت می کند	بانسری کہتی ہے کیا سنئے ذرا
وزجدائیہا شکایت می کند	ہجر کے شکوے سناتی ہے سدا
کزنیستاں تامرابریدہ اند	لائے ہیں بن سے جدا کرکے مجھے
ازنفیرم مرد وزن نالیدہ اند	مرد و زن نالاں ہیں میری آہ سے
سینہ خواہم شرحہ شرحیہ از فراق	ہے مجھے مطلوب کوئی سینہ چاک
تابگویم شرحِ دردِ اشتیاق	تاسناؤں اپنا حالِ درد ناک
ہر کسے کو دور ماند از اصلِ خویش	جو بھی اپنی اصل سے ہوجائے دور
بازجوید روزگارِ وصلِ خویش	اس میں ذوقِ وصل ہوتا ہے ضرور
من بہ ہر جمعیتے نالا ں شدم	میں تو ہر محفل میں نالاں ہی رہی
جفتِ خوش حالاں و بدحالاں شدم	جشنِ شادی ہی سہی ماتم سہی
ہر کسے ازظنِ خودشد یارِ من	ہر کوئی اپنی غرض سے یار ہے
وز درونِ من نہ جست اسرارِمن	اس کو میرا راز کب درکار ہے

یہ مثنوی مولانا روم کے ابتدائی اشعار اور ان کا ترجمہ ہے۔ مولانا روم کی مثنوی بحرِ رمل مسدس محذوف میں ہے جس کے ارکان ہیں فاعِلاتن، فاعِلاتن، فاعِلن۔ سید احمد ایثار نے بھی اسی بحر میں مثنوی کا منظوم اردو ترجمہ کیا ہے اور یہ قابل ستائش بات ہے اس لئے کہ منظوم ترجمہ میں ہیئت کے مسائل پیش آتے ہیں جن سے کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہونا ہر کس و ناکس کی بات نہیں۔ مندرجہ بالا فارسی متن اور اردو منظوم ترجمہ کو ملاحظہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سید احمد ایثار کا یہ منظوم اردو ترجمہ لفظی ترجمہ ہرگز نہیں ہے۔ یہ بامحاورہ اور ادبی ترجمہ ہے جس میں کمی بیشی روا رکھنی پڑتی ہے اور اس میں شاعری کے فن اور وزن و بحر نیز قافیہ کی مجبوریاں بھی ہوتی ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لئے اگر پہلے شعر کا ترجمہ ہی ملاحظہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ سراسر بامحاورہ ہے۔ شعر کے دوسرے مصرع میں اصل متن (فارسی) میں لفظ ''سدا'' نہیں ہے، اس کے متبادل الفاظ ابد، تاابد یا دائم اور دائمی وغیرہ الفاظ متن میں نہیں ہیں، مترجم نے یہاں پہلے مصرع کے قافیہ لفظ ''ذرا'' کے ہم قافیہ ہونے کی وجہ سے، لفظ ''سدا'' کا استعمال کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ضرورتِ شعری کے پیش نظر الفاظ میں کمی بیشی ضرور کی ہے اور اسی لئے انہوں نے اپنے مقدمہ کے آخر میں یہ نوٹ دیا ہے کہ ضرورتِ شعری کے پیش نظر بعض الفاظ کو تخفیف کے ساتھ برتا گیا ہے جیسے گواہ کے لئے گوا، چاہ، چہ، کوہ، کہ، کوتاہ، کوتہ وغیرہ۔

اس منظوم ترجمہ کی چھ جلدوں میں مترجم نے اصل فارسی متن کے مطابق مختلف عنوانات قائم کئے ہیں چنانچہ پہلی جلد کی فہرست میں 187، دوسری جلد کی فہرست میں 124، تیسری جلد کی فہرست میں 234، چوتھی جلد کی فہرست میں 158، پانچویں جلد کی فہرست میں 190 اور چھٹی جلد کی فہرست میں 153 عنوانات شامل ہیں البتہ اس ترجمہ میں مترجم نے منظوم ترجمہ کی مشکلات اور مسائل کا کہیں ذکر نہیں کیا ہے جبکہ انہوں نے کلامِ اقبال کے فارسی سے اردو منظوم تراجم کے مقدمہ میں بعض ایسے مسائل کا ذکر کیا ہے۔ سید احمد ایثار کے منظوم ترجمے کے دوسرے نمونے دینے سے یہاں بخوفِ طوالت گریز کیا جا رہا ہے۔

غرض یہ پورا منظوم اردو ترجمہ آسان، سادہ زبان اور رواں اسلوب میں ہے۔ سید احمد ایثار نے اس منظوم ترجمہ میں حتی الامکان ثقیل زبان استعمال نہیں کی اور بالکل عام فہم زبان میں یہ منظوم ترجمہ کیا ہے جیسا کہ ابتدائی اشعار کے نمونہ سے ظاہر ہے، البتہ اس منظوم ترجمہ میں ابلاغ و ترسیل کے باب میں کچھ کمیاں بھی رہ گئی ہیں۔ مطلب کو واضح کرنے میں مترجم نے بعض مقامات پر بھرپور ترجمہ نہیں کیا ہے جن کی نشاندہی ایک علاحدہ مضمون کا تقاضا کرتی ہے۔

بنیادی طور پر سید احمد ایثار کا یہ منظوم اردو ترجمہ ایک عمدہ ادبی سوغات ہے۔ مولانا روم کے اردو منظوم تراجم میں یہ ترجمہ ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ اس کی زبان عام فہم اور سادہ ہونے کی بنا پر عوام و خواص ہر دو طبقہ کے لئے اس سے استفادہ کرنا آسان ہے۔ سید احمد ایثار کے مثنوی مولانا روم کے اس منظوم اردو ترجمہ کو قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی نے نہایت اہتمام کے ساتھ خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔ قومی کونسل کے ایپ ekitab پر بھی سرچ کر کے اس کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆

☆ ڈاکٹر فہیم الدین احمد، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ ترجمہ، مانو۔ فون: 9963087882
Dept.ofTranslation,SLL&I,MANUUCampus,Gachi,bowli,Hyderabad-32

☆ محمد احمد واحدؔ، ریسرچ اسکالر، شعبہ ترجمہ، مانو۔ فون: 628163661
9-2-128Mustaidpura,NIZAMABAD-503001.(TS)